تعلیمات قرآن

داستان اصحاب کہف

پانچویں قسط

اصحاب کہف کی حقیقی کیفیت

وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَت تَّزَاوَرُ عَن كَهْفِهِمْ ذَاتَ
الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَت تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ
مِّنْهُ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَن
يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿١٧﴾ وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا
وَهُمْ رُقُودٌ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُم
بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ
فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿١٨﴾

اور تم آفتاب کو دیکھو گے کہ جس وقت نکلتا ہے ان کے غار سے بچا بچا داہنی ہاتھ کی طرف رہتا ہے اور جب ڈوبتا ہے تو بائیں ہاتھ کو کترا جاتا ہے اور وہ اس غار کے کھلے حصہ میں ہیں یہ بھی خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جسے خدا ہدایت دیتا ہے وہ ہدایت یافتہ ہوتا ہے اور جس سے توفیق ہدایت سلب کر لیتا ہے پس اسکے لئے تم کوئی حامی اور ہدایت کرنے والا نہ پاؤ گے اور تم ان کو جاگتا ہوا خیال کرو گے حالانکہ وہ سوتے ہیں اور ہم دائیں اور بائیں ان کو کروٹ بدلوا دیا کرتے ہیں اور ان کا کتا چوکھٹ پر دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے اگر تم انہیں دیکھ پاؤ تو ان سے منہ پھیر کر بھاگو اور تم پر رعب چھا جائے۔

(سورۂ کہف، آیت ۱۷-۱۸)

قرآن مجید کی ان دو آیتوں میں اس غار کے اندر اصحاب کہف کی زندگی سے تعلق رکھنے والے تمام واقعات وحالات کا مکمل تجزیہ پیش کیا گیا ہے اور تمام باتوں کی وضاحت ایسے دقیق وظریف انداز بیان کے قالب میں پیش کی گئی ہے جیسے کوئی آدمی غار کے سامنے بیٹھا ہوا غار میں سونے والوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔

ان دو آیتوں میں چھ خصوصیات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۱۔ غار کا دہانہ شمال کی طرف کھلتا تھا اور چونکہ وہ زمین کے شمالی حصہ میں واقع تھا اس وجہ سے سورج کی روشنی براہ راست اس غار کے اندر نہیں پہونچ پاتی تھی جیسا کہ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے کہ اگر تم آفتاب کی طرف دیکھتے تو تمہیں یہ اندازہ ہوتا کہ وہ طلوع ہوتے وقت ان لوگوں کے غار کے داہنے سمت میں ہوتا تھا اور بوقت غروب وہ بائیں ہاتھ کی طرف ہوا کرتا تھا (وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَت تَّزَاوَرُ عَن كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَت تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ)

اس طرح اصحاب کہف کے جسم پر سورج کی براہ راست روشنی نہیں پڑتی تھی کیونکہ لگاتار روشنی کی وجہ سے ان کے بدن میں بوسیدگی وفرسودگی پیدا ہونے کا امکان تھا البتہ بالواسطہ غار کے اندر اچھی خاصی روشنی موجود تھی۔

کلمہ "تزاور" کا مطلب رغبت ورجحان پیدا کرنا ہے اس جگہ اس لفظ کے استعمال سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ گویا آفتاب کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ وہ غار کے داہنے طرف سے گزرے۔ اور اسی طرح "تقرض" کا مطلب قطع کرنا ہے اور اس جگہ اس لفظ کے استعمال سے بھی نفسیاتی کیفیت کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اسی طرح "تزاور" کا مادہ "زیارت" ہے جو کسی چیز کی ابتدا سے جڑا ہوا ہے اور اس جگہ طلوع آفتاب سے پوری مطابقت رکھتا ہے اور "تقرض" کا مطلب کاٹنا ہے جسمیں غروب آفتاب کا مفہوم پوشیدہ ہے۔

غار کا دہانہ شمال کی طرف ہونے کی وجہ سے معمولاً شمال کی طرف سے چلنے والی عمدہ ولطیف ہوا بڑی آسانی سے غار کے اندر داخل ہوجایا کرتی تھی اور غار کے ہر حصے میں تازگی پیدا کردیا کرتی تھی۔

اور ایک معنوی نتیجہ اخذ کرتا ہے کیونکہ ان سبھی داستانوں کے تذکرہ کا مقصد ایک کارآمد نتیجہ حاصل کرنا ہے۔

قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ "یہ خداوند عالم کی نشانیوں میں سے ہے۔ جس شخص کی خدا ہدایت کردے وہی حقیقی ہدایت یافتہ ہے اور جس کسی کو وہ گمراہی میں چھوڑ دے اس کی ہدایت ورہنمائی کوئی ذکر پائے گا۔ (ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۗ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿۱۷﴾

جی ہاں! جو لوگ خدا کی راہ پر گامزن ہوجاتے ہیں اور اس کی خاطر جہاد کرتے ہیں وہ ہر قدم پر رحمت خداوندی سے مالامال ہوا کرتے ہیں۔ انہیں بعض بنیادی کاموں میں ہی نہیں بلکہ دوسرے عام معاملات میں بھی لطف وعنایت خداوندی حاصل رہتی ہے۔

ہیں۔ یا اس کی ایک وجہ رعب انگیز ماحول ومنظر پیدا کرنا تھا تاکہ کوئی آدمی ان کے قریب جانے کی ہمت نہ کرسکے۔ بہرحال یہ صورت حال ان لوگوں کے لئے ایک حفاظتی کی حیثیت رکھتی تھی۔

۴۔ برسہا برس پر مشتمل ان کے طولانی خواب کیوجہ سے ان لوگوں کا جسم سڑنے نہ پائے اس لئے "ہم ان کے جسم کو دائیں اور بائیں الٹتے رہتے ہیں۔ (وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ)

تاکہ ان کے جسم کا خون ایک جگہ پر اکٹھا نہ ہونے پائے اور ایک طویل مدت تک ان کے جسم کے کسی حصے کے زمین پر پڑے رہنے کیوجہ سے وہ عضو بدن بیکار نہ ہونے پائے۔

۵۔ اسی دوران اصحاب کہف کے ساتھ جو کتا تھا

جو لوگ خدا کی راہ پر گامزن ہوجاتے ہیں
اور اس کی خاطر جہاد کرتے ہیں وہ ہر قدم پر
رحمت خداوندی سے مالامال ہوا کرتے ہیں۔

۲۔ دوسری اہم خصوصیت یہ ہے کہ وہ لوگ (اصحاب کہف) غار کے ایک وسیع علاقے میں محو خواب تھے۔ (وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ)

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ غار کا دہانہ، جو معمولاً تنگ ہوا کرتا ہے، ان لوگوں کی قیامگاہ نہ تھا بلکہ ان لوگوں نے غار کے درمیانی حصہ کا انتخاب کیا تھا جو دیکھنے والوں کی نگاہوں سے دور بھی تھا اور سورج کی براہ راست روشنی سے بھی محفوظ تھا۔

اس جگہ قرآن مجید سلسلہ کلام منقطع کردیتا ہے

۳۔ اصحاب کہف کی نیند کوئی عام اور معمولی نیند نہ تھی بلکہ آپ انہیں دیکھتے تو یہ خیال کرتے کہ وہ بیدار ہیں اگرچہ وہ نیند میں ڈوبے ہوئے تھے (وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖ)

اور یہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ان کی آنکھیں پوری طرح کھلی ہوئی تھیں بالکل ایک بیدار آدمی کیطرح۔ ان لوگوں کی یہ کیفیت شاید اس وجہ سے تھی کہ موذی حیوانات ان کے قریب نہ جاسکیں کیونکہ یہ حیوانات جاگتے ہوئے آدمی سے ڈرتے

وہ غار کے دہانہ پر پیر پھیلائے ہوئے نگہبانی کی حالت میں سو رہا تھا (وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ؕ)

راغب نے اپنی کتاب مفردات میں لکھا ہے کہ وصید کا مطلب وہ کمرہ یا محفوظ کوٹھری ہے جس کو لوگ پہاڑی علاقوں میں اپنا سامان جمع کرنے کے لئے بناتے ہیں لیکن اس جگہ اس لفظ سے غار کا دہانہ مقصود ہے۔

اگرچہ قرآنی آیات میں اب تک اصحاب کہف کے کتے کے بارے میں کوئی بات نہیں کہی گئی لیکن

(باقی صفحہ پر)